

کیا چیز نظر آ رہی ہے۔ کیونکہ گھنٹہ بھر سے جان کی لگاہ دونوں کے کندھوں کے درمیان ہو سائے سڑک کی طرف لگی ہوئی تھی اسٹورٹ کی عادی آنکھوں نے جان کی تپلاسی ہوئی چیز کو جلد و بچھ لیا۔ جو چاند کی دھنڈلی روشنی میں سفید سڑک پر سیاہ انبار سامعلوم ہوتا تھا۔ بیشک ہیکیٹ کھیک کرتا ہے۔ میرے خیال میں ہمese آگے نواب کی موڑ کار ٹوٹی پڑی ہے۔ آپ آپ براہ خدا خدا جلد ہی کریں مگروہ آگے اپنی پوری تیزی سے جا رہی تھی۔ کمشنز سوانی اس کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا کہ اپنے شکار پر جھپٹ پڑنے کی تاک میں بیٹھا رہے۔ وہ میں حرکت موڑ کار فریباً ایکسو گز دور ہو گی کہ اس میں سے کسی عورت کی چینخ کی آواز سنائی دی۔ حبکا فوراً ایک پُر جوش زور کی آواز میں جان ہیکیٹ نے جواب دیا جب کہ یکا یک اسی حرکت سیاہ ڈھیر نے ایک جھٹکے کے ساتھ حرکت کی اور تیزی کے ساتھ اپنا مشکل اور خوفناک سفر طے کرنے لگا۔

کمشنز اور ہو یہ تو میرے بھیرے بھائی کے دروازہ پر ٹوٹی پڑ گئی تھی۔ پر شیراب ہمیں امید ہے کہ پیشتر اس کے کہ دہ اپنے مسافر کشتی پر چڑھائیں ہم انہیں جا پکڑیں گے۔ کمشنز کے منہ سے انہی یہ الفاظ بنکلے ہی رکھتے کہ ان کی موڑ کار ایک پہاڑی

جس کو دیکھ کر مسٹر پیگرت چھپا گئے۔ کیونکہ نواب کی موڑ کار اعلیٰ اور بھاری کھتی۔ جوان عجھوں پر سے بخیڑ گز ر سکتی کھتی لیکن اپنی موڑ کار دیکھا انہیں اب یقین ہونے لگا کہ وہ نواب کو نہ پکڑ سکیں گے تو الکسن برن، کی تو اترائی اتر کر تسلیم ہے پورٹ اسمٹنہ کی سڑک پر ہوئے۔ اور تیزی سے چلنے لگے۔ گو دو رجنوبی طرف کے کھڑنے ان پر خاہر کرو دیا کہ اگر دون ہوتا تو وہ سمندر کو دیکھ سکتے تھے۔

لکھنؤر ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ ایک وجہ سے ہم نواب کو پکڑ سکیں گے۔ وہ یہ کہ جہاڑ ضرور دو رسمند ر میں کھڑا ہو گا جبکہ ان کو آٹانا فاصلہ کشتمی پڑھے کرنا پڑے گا۔

اسٹورٹ۔ جو تمام راستہ نہ بولا تھا۔ آپ کو کیا امید ہو سکتی ہے جب آپ ان کھڑکھڑائے دے گھلونوں سے کھیل رہے ہیں۔ مجھے خطرہ ہے کہ نواب یا ہم نالے ہی میں نہ رہیں۔

لکھنؤر۔ خدا اگرے کہ نواب صاحب کی موڑ کار کو کوئی صدمہ نہ پہنچا گرا لیا ہوا تو ہم اور وقت مل جاویگا۔ اور ہماری کمی پوری ہو جادیجی۔ مگر نواب پڑا ہو شیار ہے اور اس نے ان سب باتوں کا عذر پہلے ہی خیال کر رکھا ہو گا۔

جان ہلیست۔ زور سے جا بہے وہ پاؤ میل آگے

دوز ائے لئے جا رہا تھا۔

اس موڑ کار کے حادثے نے آئیں اور جوش پیدا کر دیا تھا۔  
اور مکھوڑے پر سوار ہو نیسے ایک دفعہ پھر کامیابی کی امید اس کی  
انجمنوں میں جعلکی کیونکہ وہ خود مختار اور شرفیت انسل جا نور  
پر جس پر اس کی عبیعت کو قدر نہی اعتبار تھا۔ سوار تھا اور  
وہ اس موڑ کار کے کھلوئے کو جو ذرا اسے صدمہ سے بیکار  
ہو گیا بد دعائیں دیتا آگے بڑا چلا گیا۔

مگر جب وہ میل پر میل طے کرتا چلا گیا اور اسے وہ موڑ کار  
جس کے تعقب میں وہ آرہا تھا نظر نہ آئی تو مکھرا گیا کہ کہیں  
کسی دوسری سڑک پر نہ آ گیا ہو۔ وہ کتنی موڑیں سڑا تو اسے  
خیال ہونے لگا کہ شاید نواب آگے کسی موڑ کی آڑ میں ہو گا  
اور نہ سندر کار استہ تو ہی ہے۔ اب فرائیا نہیں کیا ہوتا جاتا  
تھا۔ پوچھنے لگی تھی۔ جب ایک موڑ پر اسٹورٹ نے مکھوڑا  
روک اپنے اردو گرد دیکھا تو اسے سامنے دھنڈتی تھی میں  
سندر نظر آیا۔ اور ٹیکلوں کی آڑ میں چار میل دور سندر میں  
ایک چہاز کے مستول نظر پڑے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھا کہ ایک  
کشنا چہاز سے آبائے میں ہو کر کنارہ کی طرف خاموشی سے آری  
ہے جو شاید اس عدالت پتیلی جگہ پر آکے پہنچے۔ وہ جگہ جمال  
و دکھڑا تھا دو سیل دوز تھی جو باکھل فہرمانی میں تھی۔ اور جس کے

نالے میں جاتی ہوئی معلوم ہوئی۔ جہاں اس کو ایک سخت جھٹکا لگا۔ اور وہ کوشش کر آگئے بڑھ گئی۔ مگر ساتھ ہی اس کے وہ آہستہ ہو کر اس نئے مرمت شدہ پل کے پاس جا کر رک گئی۔ جو تواب کی موڑ کار کو صدمہ پہنچانے کا باعث ہوا تھا۔

انسپکٹر وجاں ہیکیت چلا آئی۔ اور گشتر غصہ میں لا ہو گیا کہ عین وقت پر موڑ کار نے وھوکہ دیا۔ اور استورٹ موڑ کار سے کوڈ سڑک پر ہو گیا۔ اور اب نے کو اچھی سخت و حلقت میں پایا۔ اور ساتھ ہی اس سے کسی کے گھوڑوں کا اسٹبل انظر پڑا تو اس نے گشتر سے کہا۔

اسٹورٹ۔ آپ نے کہا تھا اہ آپ پہاں کسی کو جانتے ہیں تو پھر جلدی سے میری مدد کیجیے۔ اور مجھے ایک گھوڑا دلا دیجئے سو ایک سوئے ہوئے سائیں کو مشکل چجانے کے بعد سڑک پیگرٹ نے اسٹورٹ کو ایک عددہ نسل گھوڑے پر چڑھایا اور جنوب کی طرف اس کو سریٹ دوڑاتے دیکھا۔ جو اس کی ز قار سے سمجھو چکئے کہ وہ اپنے گھنٹہ میں تواب کی موڑ کا نک پھوٹخ جاوے گیا۔ اور وہ خود افسوس میں ٹھلنے لگے کہ ان کی پچھلی سمت چلنے والی موڑ کار آپنچی۔ اور استورٹ اپنے مضبوط گھوڑے کو سڑک پر سرپٹ

ہو گیا۔ اپنے اس دو رکی سمجھی کہ اگر کانٹے چڑھے ہوتے تو ٹھوڑے کا  
پیٹ زخمی کرنے میں کوئی کس نہ تھا۔

## باب اہمیتسوال

### (شیطان ہستائے)

کرو مت آجکل حضرت برائی کو ابھی چھوڑو  
نہیں جو کام اچھا وہ نہ آج اچھا نہ کام اچھا  
نواب ڈی گورن اپنی کامیابی کی خوشی میں پورے بھروسے  
پر بالکل بے غم چلا آرہا تھا۔ اور اسے یہ ذرا بھی خیال نہ تھا  
کہ اس کی رات کی اس عیارتی کا کوئی پسچھا بھی کر رہا ہے جو  
یکاکپ پہاڑی نامے میں موڑ کار کے حادثے میں جہاں کہ پولیس  
عین سر پر پہنچ چکی تھی۔ نواب پر نظر ہر کہ دیا کہ اس کا تعقب  
ہو رہا ہے۔ اور جان سیکست کی پر جوش آوازے ملا کہ چارلی  
ہم آرہے ہیں۔ نواب کو اور ہوشیار کر دیا۔ گواہیک منٹ کے بعد ہی  
اس کے تعقب کرنے والے ہمیت میں کھنس لگئے۔

نواب دل میں پر تعقب میری اپنی ہی کسی غلطی کی وجہ سے کیا گیا  
ہے۔ جس کا بھئے خواب و خیال تک نہ تھا۔ اس حالت میں وہ  
اپ قلعہ لانکھوڑیا پنا دہ جعلی نوٹوں کا کام جو لوکس نے شروع کیا

نزو پک کوئی آبادی نہ تھی۔ اس نے نواب اپنی دعا و فریب کی تجمل کے لئے اس جگہ کو پسند کیا۔

گھوڑے کی سواری نے اسٹورٹ کو فرا اور حیث کردیا اور دو گھنے خیال سر گھوڑے سے نیچے کو دا۔ اور ترک پرمود کار کے نشانات مخفی انکا۔ موڑ کار بجا ہی تھی۔ رہبر کے پیوں کے نشانات صاف ظاہر تھے جو ایک موڑ کے بعد بڑی سڑک چھوڑ دے کر راستہ پر ہو چلے گئے تھے اسٹورٹ ایک اسلی کی خوشی کے ساتھ پھر گھوڑے پر چڑھا اور بھر اس دوسرے راستہ پر جتنا تیر کہ اسے گھوڑا بیجا سکا جانے لگا۔ جہاں آگے بڑھ کر گنجان جھائیوں نے سامنے کے منظر کو حائل کر دیا۔ جو شکن پانچ منٹ کے گذرے کے بعد صفات ہو گیا اب وہ اپنے سامنے آبنائے کو دیکھ سکتا تھا۔ جس کے ڈھلوان کنار پر سواری کی مشتاق آنکھوں کو ایک عجیب نظارہ دکھائی دیا جسکے پیسے کوہ بالکل نہ سمجھا۔ جب کہ ایک پستول دعا جس کی آواز نیچے ترکے نیسم سحری کی آواز میں جا ملی اور جس نے اس پر گوتام تو نہیں مگر کچھ عالم ظاہر کر دیا۔ اور ایک طرف وہ بڑی موڑ کار کھڑتی تھی۔ جس میں عجیب نیسم کے لوگ کھڑے تھے اور ان سے پچاس نزو دوز کنارہ پر جہاز سے آئی ہوئی گشتی پتے ملا جوں کے ساتھ منتظر بھڑکتی تھی۔

اسٹورٹ نے اپنے گھوڑے کو اپڑ لگائی۔ اور آگے روائے

وہ ایسے سخت وقت میں ساتھ نہ لے تو وہ ضرور اُس کے ساتھ فساد کرنے پر تل جاویں گے۔ اس نے اس نے یہ بہتر جاننا کہ ان کو فی الحال ساتھ بیجا ہے اور پھر کسی حکمت سے آنے سے بچنا چاہو رہا۔

نواب بگاشن ذرا موڑ کار آہستہ کر لو۔ اور آب کی موڑ پر بائیں ہاتھ کو مرط جانا۔ جس پر جیسے ہی پرستے استورٹ کیا گھوڑا آکر روکا۔ مگر جھاڑیوں کی آڑ کھتی استورٹ ان کو نہ دیکھ سکا۔ موڑ کار بائیں ہاتھ کے چبوٹے طریقہ پر ہولی۔ جس کے دوریہ جھاڑیاں تھیں۔ اور سڑک پر نئے پتھر فدا لے گئے تھے۔ لیکن کٹائی ابھی نہیں ہوئی کھتی۔ اس نے ربڑ میں چھپد ہو جانے کے ذریعے گاشن نے چال وحیمی کر دی۔

نواب۔ صحت وحیمی کرو۔ کچھ پرواہ نہیں ہم اپنے سفر کے ختم ہونے کے قریب منزد مقصد پر پہنچ گئے ہیں۔

گاشن۔ بھاری آوازیں بیشک انتظام کے بالکل قریب۔ اس چلہ نے نواب کو ذرا چوکنا کر دیا کیونکہ اس میں مذاقیہ ہمیہ پایا جاتا تھا۔ جس کے سننے کا نواب عادی نہ تھا۔ مگر چوکہ موڑ کا حسب نشا خاموشی سے چلی چارہی کھتی۔ نواب نے اس وقت ججگڑا کرنا مناسب نہ سمجھا۔

انتہی میں چبوٹی سڑک ختم ہو گئی اور ربڑی چڑی بھی سڑک

تھا پورا کرنے والیں نہیں جا سکتا۔ اور جنہیں میدیہ یہم کرالی چلتے کی خاطر بورپ کا دورہ کرنے والی تھی۔ اور اب اس میں سے اگر کوئی بھی کارروائی ظاہر ہو گئی تو وہ سیدھا جلی خانہ بھیجا جاوے گا اسوجہ سے میں سے آپ انپاپروگرام بدلا جائیں گے جب اسکی موثر کارروائی چل پڑی اور اس نے اپنے تعقب کرنے والوں کو حادثہ میں بدلنا دیکھا تو پھر لقین ہو گیا کہ اگر چند میں اور بخیریت طے کرنے تو وہ کپتان کو جیسا کہ اس کا خیال تھا صرف تیاری نہ دیو گا۔ بلکہ خود بھی ان کے ساتھ جہاز پر چلا جاوے گا۔ اور اپنے تجویز کئے ہوئے سفر پر روانہ ہو جاوے گا۔ جہاں وہ اپنی انگریزی دلہن کے ساتھ آرام سے زندگی بسر کرے گا۔

اس کے پاس اس وقت بوس کے نبائے ہوئے پانچ لاکھ اشتر قیوں کے جعلی نوٹ تھے جن کو کہ جب وہ نزل مقصود پر پہونچ گیا تو کوئی اور چڑیاڑ ہونڈ دا ان کے چلانے کا انتظام کر لیا۔ کرالی نہیں تو کرالی کی بہن سہی۔ اسے اس بات کا ذریعہ بھی خیال نہ آیا کہ وہ میدیہ یہم کرالی کو اور اپنے قلعہ لانکلور کے بد معاش گروہ کو قانون کے ہاتھوں چھوڑ رے جاتا ہے۔ بلکہ خوش ہوا کہ بغیر کچھ لئے دیئے اس کا ان سے پچھا چھوٹ گیا۔ صرف اگر اسکو فسوس تھا تو اس بات کا کہ اس کو دو بد معاش مصنوعی سپاہیوں کو اور سکاستن موڑ کا جلانے والے کو اپنے ساتھ بھیانا پڑ لیا۔ اور جن کو اگر

سے کہنا شروع کیا جکہ میں غیلے سکرہ میں کھڑکی کے پر دوں کے پچھے  
چپی کھڑکی تھاری سب باتیں سن رہی تھتی۔

نوازے اسید دیاس کی نگاہ تے ان دو آدمیوں کی طرف دیکھا  
جو وپنی و چار لی کی خبرداری کر رہے تھے۔ مگر وہ خود ہی منہ کھولے  
خوف کے مارے بات تھک نہ کر سکتا تھا۔

نواب ذرا ہمت سے کرالی تم کیا چاہتی ہو بیشک یہ مری غلطی  
ہو گئی تھہ نم برائی بارہ کیا اور تھے سارا حال نہ کہا۔ ورنہ تھاری اور  
میری سماں تھی کے واسطے اس انگریزی روز کی کامنہ بدر کرنا ضروری  
تفا۔ اور میں تو خود۔

میڈیم کرالی۔ بات کاٹ کر سب جھوٹ پا انکل فرب میں تھاری  
تامر تجویزیں سن لی ہیں جو مجھے حرث بھرت پاد ہیں۔ تم پوچھتے ہو  
کہ میں کیا چاہتی ہوں تو وو درا کان کھول کر سنو میں تھاری کی جان  
چاہتی ہوں کہ خات خد اکو تھاری خیاریوں اور بد افعالیوں سے  
نبات لے تئے مجھے بیکم بنائے کے جھوٹے دعہ دیکر دھوکہ میں کھا  
یہ صرف تھاری جان لینے کی خاطر میں نے لگا سٹن کو ایک بڑی  
بھاری روٹ ویکر ملایا کہ وہ مجھے موڑ کار چلانے دے۔ جیکہ میں نے  
موڑ کار چلانی اور تم کو تھاری صوت کی جگہ نے آئی اس کے بعد  
پستول چلا۔ اور تھاری ڈی۔ گورن فرانس کا نواب زمانہ کا چالاک  
فریبی و غا باز سمندر کے نصارہ زمین انگلشیہ پر دن چڑھتے ہوئے

نظر آئی جو ذر اونچی کھتی۔ نواب نے جو نہی کشتی کنارہ کی طرف آتی وکھی  
ہس نے تسلی نہ سافس بھرا۔ سمندر کا کنارہ وہاں سے بخشش  
بپاس نہ عزیز دور تھا۔ نواب نے مکہا گا مٹن روک لو۔ اس کو  
ہم آترنے کل جگہ بناتے ہیں۔

گا لسٹن۔ موڑ کار کو بھیرا کر۔ پاس آترنے کی جگہ اچھی ہے اب کی  
دفعہ بھر اس کی آواز مذاق سے بھری ہوئی تھی مگر نواب کو آشناوت  
نہ تھا نہ ایک اونی املازم کی باتوں پر توجہ دیتا جس کو شاید آنی یہ زندگی  
سے آنے کی وجہ سے چکر آ گیا تھا۔

موڑ کار سے اتر کر نواب نے اپنی موڑ کی سواری کی ٹوپی اور نیکیں آتار  
دیں۔ اور دونوں مرڈکیوں کی طرف بڑھا جو سکڑی ہوئی موڑ کار کی بچھلی  
گدھی پر بیٹھی تھیں مگر عین آسی وقت گاٹن کے بے تباشہ قہقہے نے  
ہم سے پیچے سرط کر دیکھنے پر مجبور ریسا گا مٹن بھی کار پر سے پیچے اتر آیا اور  
تفاب و غنیمیں آتار چکا تھا۔ نواب نے جوں مرڈ کر دیکھا تو وہ گاٹن نہ  
تھا۔ بلکہ میدھیم کراں کھڑی تھی جسے دیکھ کر نواب کا زنگ فن ہو گیا  
کیونکہ اسکے ہاتھ میں پستوں تھا اور وہ سکو حد نشانہ بنائے ہوئے تھی  
میدھیم کراں۔ اچھا میرے ہنری اب کہو تمہار اس فرختم ہو گھیا بشک  
ختم ہو گھیا۔ اور وہ بھی تمہارے چہاز کی چڑھنے کی جگہ پر۔

آہتنے تھے بیوقوف نباتات چاہا تھا کہ تھے اس خول صورت چڑھا کو جھوڑ دیا  
ہے۔ اور بھر تھم جسے چالاک اور فربی نے فوراً ہی سب حل قل تو نہیں

## ”ابن مام“

ایک ماہ بعد گرمی کے دون عھر کے وقت باستہ ہال کے پانچھوپے نے سبز مغلی مسجد ان میں ایک بڑی خوش خرم پارٹی جمع کئی۔ اس جمع میں پادری لامگدھن بھی تھا (جو ذرا اپسلا اور دبلا ہو گیا تھا) و نبی کے ساتھ کوچ پر بیٹھا ہوا باتیں کرتا جاتا تھا۔ وہاں اسٹورٹ رائیٹر بھی تھا۔ جو چرٹ پر حضرت پی رہا تھا۔ اور نرس ایلامیں ریڈ فرن سے مہش نہش کے باتیں کر رہا تھا۔ کہ جس کے ساتھ اب اس کی شگنی ہو گئی تھی اور ریڈ فرن آب وہ نرسوں والالیا سس نہ پہنچنے ہوئے تھی۔

دو لہا دہن سے پوچھئے جا کر  
یہ کلپید در محبت ہے

انہی میں مر جوم پادری کا بھائی جو زفت نیڈ پل بھی تھا جو چند یوم کی رخصت لے ڈارم وڈ اسکریس سے آپا تھا۔ جو بوڑھے رہیں باستہ سے باتوں میں مشغول تھا۔ اور خادمہ جو ہنستی ہوئی چاندی کی سینی میں چار لاہرہی کھنچی چا۔ لی ہیکٹ بھتی۔ جس کو وہی باستہ نے ہمیشہ کے درستے اپنی خدمت میں رکھا ایسا تھا۔ کہ جب تک وہی اپنے والد کے گھر باستہ ہال میں رہی وہاں رہے۔ اور پھر جب وہ ایک ماہ کے بعد گرجا میں

تڑپ تڑپ گرفتی انسار و سفر ہوا ہے  
 پھر فرد ادم لے کے اس نے آہ کی اور پھر نہ تھا  
 ان بھیانک پنج کی آواز لئی اور پھر نہ تھا  
 افسوس اس کی دغنا بازیاں فرمیں یاں اور بد افعالیاں کس کام  
 آئیں۔ کیسا چالاک تھا مگر ہے

لگو یہ ہر سرمویت ہزار دعوے پا شد  
 ہر سر بکار نہ نیا ید چونجت پد پا شد  
 آخر ایک بد مرد ارعور تھے ہاتھوں اپنی جان گزوانی ہے  
 جو کیا تھا اس کا پھل اس کو ملا  
 آہ دہ کس سے کرتے اس کا گلہ  
 سع ہے یہ تیجہ کار بد کا کار بہری ہوتا ہے۔

شیدڑیم گرا لی۔ نواب کے اوپر آئئے ہوئے چہر کو دیکھیں  
 دیکھو شینطان سہتا ہے۔ اچھا بیس دوسروں سے بیٹوں  
 پہ کہکر دہ موڑ کار کے پچھے جانا ہی چاہتی تھی کہ اتنے میں  
 سلنے سے اسٹورٹ گھوڑا سر پٹ دوڑ آتا نہ دار ہوا جس  
 کو دیکھ جھٹ کرا لی نے وہ بھرا ہوا سپتوں اپنے سر میں داغ لیا  
 اور خود بھی نواب کی عیار بیوں میں جاتی ہے

خاک میں پیمان افت مل گئے  
 آنکھ گئی دنیا سے یاری دے

اب رہا باقی چارلی کی پابت سو اس نے بوڑھے استھ ملازم  
کر جائے کو پسند کیا ہے۔ کیونکہ میں نے ان دونوں کوچی  
چیکے پڑکے باتیں کرتے اور ہستے دیکھا ہے۔ بٹیک گرمی کے  
دن کی اس غصہ کو کوئی بات ایسی نہ رہی تھی کہ جس کا فکر ہو  
پہل ہر سوچ گھاؤں پر ایک دفعہ پھر فوٹھی کی جھلک آئی تھی  
نواب کا تو اس طرح خاتمه ہوا اور اس کے سارے چیلے چلنیا نہ  
میں مختلف سزا میں بھگت رہے تھے۔ اور یومِ سو بعد تھی  
پادری کے قتل میں بچانی دیکھی۔

کیونکہ استھر کی فہمادت نے جو اس نے اپنی جان خطرہ  
میں ڈال کر حاصل کی تھی۔ کچھ کسر نہ کی تھی اور آخر اس انوار  
کے پر امر از قتل کا عقدہ حل ہو گیا۔ یومِ سو ڈرستھا کہ اگر پادی  
سوئیں نیدیں پکی کے پاس ڈار ڈوا سکر نہیں، جیل میں گیا وہ ضرور  
محروم کی تصویر دی کتاب میں اس کی تصویر دیکھے گا اس  
وجہ وہ انوار کی صبح آ کر گر جائے اندر وہ نی کمرہ میں ہو رہا۔ اور  
چارلی کا اشارہ پاتے ہی کتا میں رکھنے کے بڑے خانہ میں چھپ  
گیا۔ اور جب لامگہ ان پختے ہوئے راستہ کے اندر ہو گیا تو اس  
نے پچھے سے پادری کی پیٹھی میں ایسا سکاری ژخم لگایا کہ اس نے  
افتہ کٹ نہ کی۔ اور وہ خود پھر احاطہ میں رکھنے والے دروازہ سے  
بچا گیا۔ اونہ پھر جس کو موقع پا کر نواب نے چالا کی سے بند

بڑے پادری کے مکان میں رہنے چاہیں تو دینی کے ساتھ ہے  
جب کہ میل ہرست گر جا کے ایک دفعہ پھر خوشی اور شادمانی  
کے لختے شجھتے ہوں گے۔ اب باقی صرف راڈر ک وجہ پر ایش  
رہ گئے۔

راڈر ک تو پھر پڑھنے کا لمحہ چلا گیا اور جان ہمیٹ باقی  
قید کے چند ماہ کا ٹھنے جیل خانہ واپس بھیج دیا گیا۔ پھر اس کی  
باقی سب سزا کمشنز کی سفارش اور زخم کی رحمدی نے سے معاف  
ہو گئی تھی۔ اور ساتھ ہی اس نے قابلِ نومس کو محیٰ سُرز قرار کرایا  
تھا۔ اپنی چند ماہ قید بھیگتے بعد بوڑھے جان نے گر جائیں  
مالی کی نوکری کر لی تھی۔ اور وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا کہ  
اس کی جان کی عنده اب شرابی عورت اچھا ہوا صرگئی اور اب  
وہ قلیل تنوار پر سہیش کے لئے اپنی پیاری نرٹ کی کے ساتھ  
بقیہ عمر گذار سکتا تھا۔

جو ہو جائے خطا کوئی کہ آخ ر آدمی ہشم  
تو جتنی جلد ممکن ہو کر وا سکا بدال اچھا  
وئی۔ اور وہ بارہ راڈی۔

لانگھن۔ صرف ایک نرٹ کی اور لمبے کے جھگڑے میں راڈی  
کو بھی کچھ ملگیا راڈی اب بچہ نہیں بڑا، عالمہ نہ ہے۔ میں نے  
اس کو نہ سبب من سے رانو نیاز کی بائیں کرتے دیکھا ہے

کہہ کر اس کی بحیثیت کی تلفی کروی۔

**بلوڑ حارشیں**۔ میرے پیارے بیٹے دو میں شیطان کے نہنے لگ کر یہ خیال کرنے لگا کہ میں اپنی پیاری بیٹی کے نے امیر شوہر ڈھونڈ دیں۔ اور تم جانتے ہو کہ انسان کو اپنے فائدے کا جلد خیال ہوتا ہے۔ اور شاید تم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ اس وقت معاملہ بہت پچیدہ تھا۔ مگر تاہم میرا یہ صور قابل ساعتی نہیں ہے۔

**لامکلڈن**۔ تو پھر آپ نے واسطے بننے کیا کہ: اپنے۔ یہی کہ میں نے خباب کو تہ دل سے معاف کیا اور اپنی صدائیت کا پھل پایا۔

ناظر بن گویہ کتاب ایک معمولی کتاب ہے۔ مگر اس سے اچھا سبق ملتا ہے۔ کرون خویش آمدن پیش دیجئے جان ہیئت نے جملی سکہ بنایا۔ پائی۔ بیماری چارلی نے اپنے والد کے حکم کو جان کے ساتھ نہیں یا استقلال کو فائم رکھا خدا نے اس کی عین موقع پر مدد کی۔ محبت ہو تو ایسی ہو نیک باب کو اپنی بیٹی کے ساتھ کیسی محبت کھی جیں توڑ کر اور وقت پر اپنی بڑی کے آڑے آنا کاردار ہو۔

**راڈرک** کی نیک نفسی و شرافت کا مکالمہ گفتگو راؤی و چارلی سے ناظر بن نے ملاحظہ فرمایا ہو گا بنجید گی اس کو کہتے

گرویا۔ تاکہ مدھگار پادری پر قتل عمد کا شہید ہو۔ اتفاق کی بات بھاگنا  
دوڑتی میں نومکس قبی دلستہ سے ایک سبب کا بین مگر بخی  
اس نے چاہا کہ اس سے ڈھونڈھنے مگر پکڑنے جانے کے  
خوف سے نہ کھیڑا۔

اور بعد میں جسکو خود نواب بھی ڈھونڈھنے میں ناکامیاب ہا  
مگر اس بین کا انہی آخر می وجہ پ واقعہ رہ گیا۔ کہ سبب  
کا بین جونرس ریڈ فرن نے نواب کو بھیجا کھا وہ صلی سبب  
کا بین نہ کھا۔ بلکہ نرس نے اس جلنے ہونے بین شانی کو جو  
سڈرک لایا تھا خوب عمدگی سے ساف کر کے نواب کو بھیجا دیا  
بیوں اپنی بات بھی تبلے رکھی۔ اور نواب کو بھی بیوقوف نہایا  
کیونکہ اس جلنے ہونے بین کا ہا تھے سے جائے کا آتنا افسوس نہ کھا  
کہ وقت ضرورت پولیس ویسے ہی کئی کئی بین اس را کہ دکوڑے  
کے ڈھیر میں سے چن سکتی تھی۔ اور آخر تک اس نے اس  
بین کو جس نے نومکس کو بچانی چڑھایا اپنے سے جدا  
نہ کیا۔

آخر کار اس فرمیسی نواب کی حکایت تمام ہوئی  
جس نے اپنی چالاکی اور فریب کی وجہ ایک غرب انگر پزدی  
پادری کو بلانی میں ڈالا تھا۔ جو بھی پادری لانگڈن عدالت سے  
باغزت بڑی ہوا فوراً پوڑھے نہیں مسٹر پاسٹنے مفصل ذیل کلمہ

# زبانِ خلق

مجد والسنہ مشرقیہ جناب سید احمد حسن صاحب شوکت میر کھٹی  
تخریب فرماتے ہیں

## ”الماں“

بے ستون معدنِ ماں خجالت گردید۔ شبئم گل نہ تراشید دم تیشہ ما  
یہ فصح و بلیغ شعر عرفی تبریزی کا ہے۔ مگر بہت رقيق اور نازک ہے  
مجد و شمع جھائے اور حل نہ کرے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ فارسی زبان  
سے ہندوستان کو مناسبت ہی نہ رہی۔ کورسوس میں جونامی گرامی  
شعراء فارس کی تصانیف داخل کی جاتی ہیں۔ تو ان کو کا بخیث بلکہ  
اسکال مرطوطوں کی طرح رسمتے ہیں۔ نہ معلم سمجھتے ہیں۔ نہ متعلم اور اس  
کا پار ہا تجربہ ہو چکتا ہے۔ اور اب بھی ہو سکتا ہے۔ اس شعر کا مغلب  
یہ ہے کہ کوہ بے ستون جسے کھود کر فرہاد نے جوئے شیرنکاںی کھلتی۔  
جب ہمارے تیشہ کی دھار میں اتنی بھی تیزی نہ ہوئی کہ شبئم گل تراش

ہیں۔ برو باری ایسی ہوئی ہے و عددہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ راؤں  
تھے چار لیکار از اپنی ہمشیرہ ہمکے نہ کہا۔ آپ نے دیکھا بیگناہ  
پاوری کا قتل آخوندگ لائکر ہی رہا۔ لوگوں پہنچنے انتکایا  
گیا۔ نواب اپنے گیڑھ کردار کو پہنچا۔ میدھیم کراں نے نواب  
کی گھاتوں میں آکر اپنی عزیزی جان اس بڑی طرح سے بی بلکہ سارا  
گروہ شدید مصائب میں گمراہ ہوا۔

لانڈڈان اور وینی کو سمجھت کا نچل ملکیا۔ اس کتاب میں  
اپنی اپنی جگہ سب ہیر و ہور ہے ہیں۔ مگر مؤلف سے پوچھئے  
تو اصل ہیر و مسٹر اسٹورٹ نہ کہنا چاہئے۔ کہاں تو وہ وینی  
کا شید اتھا۔ اور کہاں اس کو وینی کی خاطرا پنے رقبے وسطے  
کبھی کبھی تکلیفوں کا مقابلہ رہا شاباش شاباش شرف اپنی  
ایسے ہی ہوئے ہیں عوں کو جان کیسا تھے بُھانما اس کو کہتے ہیں  
ہم خوش ہیں کہ اسٹورٹ کی سمجھی تباہ پر آئی۔ وہ آج بہت خوش  
ہے کہ اس کو ایک نیت پاک باطن ذرشنہ خصلت اور ہوشیار بیوی  
ریڈ فرن ملی۔ چار لیکی شادی ہو گئی اور جان ہیکیٹ نے پنے  
ستم پیشہ سے تو بہ کر لی۔ اور اسی طرح وودھ کا وودھ اور پانی کا  
پانی ہو سکر قصہ کا اختتام ہوتا ہے۔ والسلام  
پھر میں تھے اگر حسد والا یا

بڑے بڑے کیکڑے کتے۔ الہی تو یہ اور ایک اڑو یا ایسا تھا کہ جب سانس لیتا تھا تو ہزاروں کوس سے انسان و حیوان چرند و پھند اس کی قوت جاذبہ سے کھنچے چلے آتے تھے۔ اور یہ ظالم اڑو ہا سب کو غڑاپ سے ہڑاپ کر کے دھڑ میں آتا رہتا تھا۔ خدا کی پناہ یہ چار ہزار اور لغو فسانے آرام طلب اور بیکرے رو سا اور امراء کو کان تھپک تھپک کر سلا تے۔ اور دوائے یہ ہوشی کا کام دیتے تھے اور جب حصہ والا نیند میں عین ہو جاتے تھے۔ تو داستان گوبھی دال فتنے میں ہو کر بک بک کرنے سے چین پاتے تھے۔ اب تو ایسی کتابوں کا زبان ہے جو خواب غفلت میں خرا لئے لینے والوں کو جگا دیں۔ اور عرب کے نفع صور سے غافلوں کے کانوں کے پروے پھاڑ دیں۔ مردہ والوں کو زندہ کر دیں۔

شب فراق میں مجھکو جگانے آیا تھا جگایا میں نے جو افسانہ گو کو خواب یا ہندوستان کی خوش اقیانی کا یہ ایک نیک شگون ہے کہ مغربی تعلیم کی بدولت ہزاروں ایسے ناولیٹ پیدا ہوئے میں جتنا کسو رو گہنا یا اخلاقی رفارمندوں کے نام سے پکارنا بجا ہے۔ یہ اپنے قلیل قد ناولوں سے ملک کو اور قوم کے کریکٹ پر اثر ڈال رہے ہیں۔ اور اپنی تصنیف و تالیف اور انسانوں سے ملک پر اصلاح کا افسوں و م

سکے۔ تو بے ستوں الماس خجالت کی معدن بن گیا۔ یعنی خجالت کے الماس ہمارے دل میں چھوئے کہ آپ یعنی ہیں تو شبنم گل کے تراشے کا بھی بوتا نہیں۔ بیستون کو کیونکر تراشے گا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم کو طعنے والے رہا ہے۔ اور شرمندہ کر رہا ہے۔ کہ تمہاری کارروائی اور کاوش بے اثر ہے۔

یہ شعر ہمارے پڑائے زمانہ کے قصہ گویوں اور فساش نویسوں پر صادق آتا ہے۔ جنہوں نے بیسو دسوی کا بھالا اور سنکا شہیر بنا دیا اور خلافِ خقل اور خلافِ فطرت طوفان کھڑا کر دیا۔ کسی قسم کا اخلاقی اور عبرت خیز نتیجہ نہ مکلا۔

سوختندہ سورش شکل دخور سمجھیں نشد چوچرا غانِ شبِ ہتاب بیجا سوختندہ  
آب سفرنی شاٹنگی کماز مانہ ہے۔ دُنیا قانون فطرت پر گل پیرا ہے  
آب بہوت پرست ہے پرید دیو۔ کاٹے دیو۔ لآل پری۔ سبز پری جنات  
کے طسمات کھڑا کر رہے کماز مانہ کہ ہوا میں آگ کا ایک پھاڑ معلق ہو گیا  
یا ایک آتشیں سمندرِ موجیں مارنے لگا۔ اور ایک غصہ بنک جگل سے  
سالپتہ پڑا۔ جس میں کوسوں ہر نوں اور پارہوں سے برٹے برٹے  
بچھو اور نیل گاؤں اور گینڈوں سے برٹے برٹے بسکھرے۔ اور  
اڑو ہاؤں سے برٹے برٹے کنجوے اور گنسلا بیاں اور اونٹوں سے